ایک خط

"جامع المجددین" کی ساتویں قسط اس دفعہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے شریکِ اشاعت نہیں کی جاسکی، کئی مہینے ہوئے اس سلسلہ کا ایک خط کانپور سے آیا تھا جس سے "جامع المجددین" سے متعلق بعض مباحث پر روشنی پڑتی ہے گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے یہ خط اب تک شائع نہیں کیا جاسکا تھا اب اس کی اشاعت کا موقع نکلا ہے، قارئین اس مکتوب ۔ ضروری گوشوں کو بھی ذہن میں رکھیں۔ "برہان"

جناب ایڈیٹر صاحب "برہان" السلام علیکم

آنجناب نے "برہان" میں جامع المجددین یا مولوی عبدالباری صاحب پر تبصرہ شروع فرمایا ہے مجھے اس سے قطع نظر کہ حضرت مولانا تھانوی مجدد تھے یا غیر مجدد اس بحث سے ایک شبہ پیدا ہوگیا۔ مہربانی فرماکر آپ یا مؤلف جامع المجددین صاحب اس کا حل فرمادیں مؤلف صاحب اس لئے کہ انھوں نے خواہ مخواہ دو عالموں کی علمی چھیڑ چھاڑ کو مجددیت کے اثبات میں پیش فرمایا اور آپ اس لئے کہ آپ نے اس کو ہوا دی بہرحال آپ کے واسطہ سے میں یہ امید کروں گا کہ میرے شبہ کا ازالہ فرمایا جائے گا۔

اگرچہ مسئلہ استیذان کو آپ نے صحیح سمجھا کہ وہ بیوتِ مسکونہ کے ساتھ خاص ہے لیکن اجمال سے کام لیا قرآن مجید سے دلیل تخصیص کو پیش نہیں فرمایا حالانکہ کلام اللہ میں صراحۃً آیتِ استیذان کے بعد دوسری آیت موجود ہے "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ" اس آیت میں غیر مسکونہ کی قید صاف بتارہی ہے کہ اول آیت میں بیوتاً عام نہیں ہے بلکہ خاص ہے اور مسکونہ کی قید مقدر ہے چنانچہ مفسرین احناف میں سے صاحب مدارک التنزیل نے بھی آیت استیذان میں غیر بیوتکم کے بعد یہ تفسیر کی "ای بیوتاً لستم تملکونھا ولا تسکنونھا" پھر دوسری آیت میں غیر مسکونہ کے بعد واضح فرمایا "استثنی من البیوت التی یجب الاستیذان علی داخلھا ما لیس بمسکون منھا کالخانات والربط وحوانیت التجار" یعنی موخر الذکر آیت کو مخصص بتاتے ہوئے مثال میں

خانقاہوں کو بھی پیش فرمایا ہے اور ظاہر ہے مولانا تھانوی کی خانقاہ سے یہ معاملہ متعلق تھا پھر تعجب ہے کہ مولانا مرحوم نے اپنے مخاطب سے فی الواقع یہ کیوں اخلاق برتا اور اگر علمی چھیڑ چھاڑ تھی تو اس کو معتقدین نے کیوں غلط رنگ دیا بہر حال مجھے جو اشکال پیش آیا وہ یہ ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ نے آیتِ استیذان میں تو دلیل تخصیص کا مطالبہ فرمایا۔ حالانکہ مخصص منصوص ہے لیکن سورہ نور ہی میں "اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُنَّ" کے ظاہر پر (بیان القرآن) میں عمل نہ فرمایا اور امام مالکؒ و امام شافعیؒ کی طرح حکم کو ذکور واناث دونوں اصناف کے لئے عام نہیں قرار دیا۔ کیا بقاعدۂ اصول لفظ مَا عام نہیں ہے؟ اور کیا غیر مسکونہ کی قید کی طرح یہاں کوئی قید منصوص ہے؟ اگر نہیں ہے تو مولانا تھانوی نے پھر کیوں حکم کو عام نہیں سمجھا؟ کیا بوالعجبی ہے کہ مسئلہ استیذان میں تو تخصیص بالنص کو نظر انداز کر کے تعمیم کا حکم دیا جائے لیکن مسئلہ ابداء زینت میں جہاں بظاہر اماء و عبید دونوں کے لئے تعمیم ہے وہاں تعمیم بالنص کو قبول نہ فرمایا جائے اور صاحب ہدایہ کے قیاس یا اثر صحابی "لا تغرنکم سورۃ النور فانها فی الاناث دون الذکور" پر عمل کیا جائے اور حکم کو مخص اماء کے حق میں مانا جائے۔ امید ہے کہ کافی واطمینان بخش جواب "برہان" میں شائع فرما کر مجھے شکر گزار فرمائیں گے اور میری طرح دوسرے صاحبوں کو بھی علمی طور پر مستفید فرمائیں گے۔ آپ کا مخلص اور عقیدت مند محمد حسین کانپوری

مورخہ ۲۸ر جنوری ۱۹۵۲ء — اباحت اور تملیک کے مسئلہ پر بعد میں توجہ دلاؤنگا

نعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم

ہندوستان کے مشہور و مقبول شاعر بہزاد لکھنوی کے نعتیہ کلام دلپذیر مجموعہ جسے مکتبہ برہان نے تمام ظاہری دل آویزیوں کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے جن حضرات کو آل انڈیا ریڈیو سے ان نعتوں کے سننے کا موقع ملا ہے وہ اس مجموعہ کی پاکیزگی اور لطافت کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی